

نورافشان

مطبوعہ ۶ جنوری ۱۹۲۲ء

ہمارے برس

کہ ہمارے سارے دن تیرے قہر میں گذرے اور ہمارے برس خیال کی طرح بسر ہو گئے۔ زبور ۹۰:۹

ہر ایک آدمی اپنی تواریخ رکھتا ہے۔ اس کی زندگی اُسکی تواریخ کی کہانی ہے۔ وہ کم از کم اپنی زندگی کی بابت خوب جانتا بوجھتا ہے۔ وہ کم از کم اس قدر خوب سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی پر اس سال میں کیا گزرا۔ اس کی زندگی کا سال گذشتہ کیسے بسر ہوا؟ جو لوگ بفضل خدا سالگذشتہ عبور کر چکے ہیں وہ اسباب کو خوب جانتے ہیں کہ ہر ایک کی زندگی کا سالگذشتہ خیال کی طرح بسر نہیں ہوا ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ بعض کی زندگی کا ایک ایک دن سال جیسا ہو گیا ہے۔ بعض کی زندگی کا ایک ایک ہفتہ مہینے جیسا ہو کر گذرا ہے۔ بعض کی زندگی کا ایک ایک ماہ دو برس سا ہو کر تمام ہوا ہے۔ یہ ان لوگوں کی زندگی کے سال کا ذکر ہے جن کے دن سختی اور قہر میں۔ دُکھ اور بیماری میں۔ بھوکھ اور تنگائی میں کٹے۔ مصیبت زدوں کی زندگی کے سال کے دن اور ہفتے اور مہینے بڑھتے رہے وہ ہرگز خیال کی طرح بسر نہیں ہوئے۔ ایسے لوگوں کی زندگی کے سال کے لمبے طویل تھے وہ ایک حد تک کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے سارے دن قہر میں گذرے۔ ایک حد تک یہ اقرار ان کی جانب سے سچائی کا اظہار ہے۔

ان کے سوا اور لوگ بھی ہیں جنکی زندگی کے دن قہر و غضب میں نہیں کٹے۔ انہوں نے گذشتہ سال میں کوئی مصیبت نہیں دیکھی۔ وہ تمام برس خوشحالی۔ فارغ البالی و بے فکری و شادمانی و عیش و عشرت میں کاٹتے آئے ہیں اُن کی تمام امیدیں برآتی رہی ہیں وہ نفع پر نفع اور فتح پر فتح حاصل کرتے ہوئے زندگی کے پورے لطف اُٹھاتے آئے ہیں ایسے اصحاب اگر آج کے دن یُوں پکاریں کہ ہمارے برس خیال کی طرح بسر ہو گئے تو ان کا یہ ارشاد بجا ہوگا۔ کیونکہ خوشی اور شادمانی کے ایام میں رفعت کے عقاب کے سے تیز اُڑنے والے پر ہوتے ہیں۔ غرضکہ ہر ایک انسان اپنی کہانی آپ جانتا ہے کہ اس کی زندگی کا یہ سال کیسے بسر ہوا ہے۔

علاوہ ازیں ہر ایک بشر کی زندگی کی تواریخ کچھ نہ کچھ خدا کو بھی ظاہر کرتی آئی ہے۔ بعض نے اس کو خدا سے نفرت کرنے اور اُس کی حضور سے دور رہنے میں بسر کیا ہے۔ بعض نے اپنے بھائیوں سے دشمنی کرنے میں سال تمام کیا ہے۔ بعض نے خدا سے اور اس کے لوگوں سے محبت کرنے میں سال ختم کیا۔ بعض کی زندگی میں اس سال خدا نے زیادہ ظہور پایا ہے بعض کی زندگی میں بہت کم خدا کا ظہور ہوا ہے۔ اس لئے بعض کے دن واقعی قہر میں گذر گئے اور بعض کے دن اُس کی محبت میں بسر ہو گئے۔

کچھ ہی کہو ہماری زندگی کی تاریخ دوسروں کو سنانے کے لئے ہے۔ زبور نویس نے اپنی زندگی کی حکایت دوسروں کو کہہ سنائی۔ آج ہم اپنی کہانی جو آپ بیتی ہے دوسروں کو سنا رہے ہیں۔ ہمارا ہی تجربہ ہے جو پیشتر کے مقدسوں کا تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کلام الٰہی کے الفاظ کو آپ بیتی بیان کرنے کے لئے یوں دہرا سکتا ہے کہ ہمارے سارے دن تیرے قہر میں گذرے اور ہمارے برس خیال کی طرح بسر ہو گئے۔

سالومن میبی صاحب پاسٹر ہندوستانی چرچ مشن بمبئی کا خط

ہم ذیل میں پاسٹر میبی صاحب کے خط کو بجنسہٖ ناظرین کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔ مولوی نصیر الدین کرنالوی کے کلام کے قدردان غالباً تمام ناظرین نورافشاں ہونگے۔ آپ جو کچھ ہیں صفائی سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ باقی کام قدردانوں کا ہے کہ وہ جو کچھ کرنا مناسب خیال فرماتے ہیں کریں۔ ایڈیٹر۔

بمقام بمبئی۔ مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۱ء

جناب اڈیٹر صاحب نورافشاں زاد لطفہ

تسلیم۔ میں اکثر نصیر صاحب کے کلام کو جو وقتاً فوقتاً نورافشاں میں شائع ہوتا رہتا ہے بڑے ذوق شوق سے مطالعہ کرتا ہوں۔ میں ان کی طبیعت کی جولانی و سخندانی کا مداح ہوں۔ ان کے فارسی اشعار بھی قابل داد ہیں خاصکر مسدس جو کہ عید ولادت کے موقع پر شائع ہوا ہے وہ مسدس حالی سے کچھ کم نہیں۔ لہذا قوم ان سے درخواست کرے کہ وہ ایک مسدس قوم کی موجودہ حالت پر لکھیں کہ جس میں چند نصیحت قوم کو بیدار کرنیوالی باتیں درج ہوں دوسری قوم کا موازنہ اور آئندہ بہتری و بہبودی کی تجاویز ہوں۔ اگر قوم کی پوری پوری حالت مثل آئینہ کے معلوم ہو گئی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا کلام قوم کے لئے نہایت کار آمد ہوگا اور اگر قوم کو آپ کا کلام مرغوب ہوا تو قوم کو چاہئے کہ آپ کو اس خدمت کے صلہ میں ملک الشعراء کا خطاب دیوے۔ میں سب بزرگان قوم سے التماس کرتا ہوں کہ جناب نصیر صاحب کے علم کی قدردانی کر کے اس کو انجام تک پہنچائیں۔ تاکہ اہل علم کی حوصلہ افزائی ہو۔

راقم سالومن میبی۔

پاسٹر ہندوستانی چرچ مشن بمبئی

نورافشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجیئے

ہندوستان میں ایچ - آر - ایچ پرنس آو ویلز

مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۲۱ء کا دن ایک یادگاری کا دن ہے جس روز ہندوستان کی خوشحالی کا آفتاب ساحل بمبئی پر مغرب سے طلوع ہوا یعنے ہند میں حضور پرنس آو ویلز تشریف فرما ہوئے۔ مگر حضور کی ہند میں تشریف فرمائی کو عدم تعاون کا گرہن لگا جس کی وجہ سے حضور انور کی آمد کی برکتیں ملک میں ہر روشنی پیدا نہ کرسکیں جس کی امید تھی۔ ملک میں اگرچہ شہزادہ آج تک تشریف فرما ہیں۔ آپ نے بمبئی - پونا - راجپوتانہ - لکھنو - بنارس نیپال - الہ آباد اور کلکتہ وغیرہ کی سیر فرمائی اور ہر جگہ وفادار رعیت کی طرف سے آپ کا نہایت سرگرمی اور تپاک سے خیر مقدم کیا گیا اور ہر جگہ تمام ہندوستان میں اہل سرگرمیوں کے ساتھ آگے کو بھی خیر مقدم ہوگا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہئے تھا۔ پر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے عدم تعاون بھائیوں نے اپنے معزز مہمان کی گھر آنے پر مہمان نوازی نہ کی۔ ہندوستان کی ہزارہا برس پیشتر کی روایات کے خلاف چلے اور شہزادہ کے نہ صرف خیر مقدم میں نہ شریک ہوئے۔ بلکہ ہڑتالوں پر اُتر آئے۔ ہم اپنے عزیز بھائیوں کو یاد دلاتے ہیں کہ ہمارے یہ دونوں فعل ہندوستان کی شان کے شایاں نہیں ہیں۔ ہم سوراجیہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے مہمان نوازی کو ترک کر رہے ہیں۔ ہمیں اسبات کا اندیشہ ہے کہ ہم اپنے اعلی دوستوں کو اپنے طریق عمل سے کھو رہے ہیں۔ ہمیں سوراجیہ کو حاصل کرنے کی کوششوں کے ساتھ شہزادہ ویلز کی واجبی مہمان نوازی کر کے انکو اپنا دوست بنانا چاہیے۔ آپ پر اپنی تکالیف اور ضروریات کا اظہار کرنا چاہئے۔ جب ہم جا بجا ہند میں شہزادہ کے دلکش سلوکوں اور ہمدردیوں کی مثالیں دیکھ چکے ہیں۔ جب ہم اسبات کو معلوم کر چکے ہیں کہ حضور انور کو اہل ہند سے کمال درجہ کا انس و ہمدردی ہے تو ہم کو چاہئے کہ ہمارے لائق لیڈر شہزادہ کے حضور ہمارے مصائب کی تصویر کھینچکر دکھائیں۔ ابھی وقت ہے۔ ہم تعجب کرتے ہیں کہ ہمارے لیڈر وقت پر ایسے روٹھے ہیں کہ اپنے دوستوں کو بھی نہیں پہچانتے۔ جو کام کرنے کا وقت تھا اُسے روٹھ کر ضائع کر رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہمارا غصہ تو پارلیمنٹ پر ہے۔ شہزادہ سے ہماری بے رخی کیا معنے رکھتی ہے! ہمارے لیڈروں کا یہ رویہ ہندوستانیوں کو دنیا میں بدنام کردیگا ہمیں ایسے طریق عمل سے ہرگز امید نہیں ہوسکتی کہ ہم مراد تک پہنچینگے۔ ہمارا یہ طریق عمل ہماری فراخدلی اور حوصلہ مندی کا ثبوت نہیں بلکہ حد درجہ کی تنگ دلی اور کم حوصلگی کا ثبوت ہے۔ ہمارا شاہی مہمان کے ساتھ ایسا سلوک اسبات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے لیڈر ابتک شاہی دماغ اور فراخدلی سے ہزاروں میل دور ہیں۔ اُن کو انہیں ایام میں دنیا پر ظاہر کرنا تھا کہ ہم ہندوستانی ہر ایک امر میں عالی دماغ ہیں۔ پر ہمارے لیڈروں نے ہڑتالوں سے اور شہزادے کو بائیکاٹ کرنے سے صرف یہ بات ظاہر کی ہے کہ ہمارے لیڈر ملک اور قوم کے فائدے کے لئے اہل اختیار کے روبرو جاکر کچھ کرنے اور کہنے کو تیار نہیں ہیں اور اپنے قہر و غضب میں آکر انسانیت کے لوازمات سے بھی دست بردار ہوئے جاتے ہیں ہمارے ہموطنوں کا یہ فعل واقعی افسوسناک ہے

آل انڈیا کانفرنس اور انڈین کرسچن

مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۱ء کی شام کے ۳½ بجے استقبالیہ کمیٹی نے فورمن کرسچن کالج ہوس کے میدان میں ایگزیکٹیو پریذیڈنٹ اور کانفرنس کے ڈیلیگیٹس کو ایٹ ہوم دیا مسٹر کے۔ ایل۔ رلیا رام ایم۔ ایل۔ سی۔ چیرمین استقبالیہ کمیٹی اور ممبران کمیٹی معہ آل انڈیا کانفرنس اور انڈین کرسچن والنٹیر جگہ مذکور پر حاضر تھے۔ نہ صرف لاہور کے معزز مسیحی ہی وہاں موجود تھے بلکہ لارڈ بشپ آف لاہور۔ ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر یوئنگ۔ ڈاکٹر لوکس سالوشن آرمی کا تمام سٹاف باجہ سمیت وہاں موجود تھا اس کے سوا ایچ۔ ای۔ دی گورنر اور لیڈی میکلیگن اور سر راجہ کنور ہرنام سنگھ کے سی۔ آئی ای رونق افروز تھے۔ مزید براں سیالکوٹ۔ گجرات۔ گجرانوالہ۔ گورداسپور لودھیانہ۔ شیخوپورہ اضلاع سے تمام معزز مسیحی موجود تھے جن میں سے اکثر تو استقبالیہ کمیٹی کے ممبر ہی تھے۔

پنجابی مہمان نوازوں کے مہمان بھی دور دور سے تشریف لائے تھے۔ مثلاً صوبہ بنگال سے۔ صوبہ یو۔ پی سے۔ صوبہ بمبئی سے۔ اور شاید کوئی صاحب سی۔ پی اور مدراس سے بھی تشریف لائے ہوں۔ غرضیکہ کم ازکم پانچ صوبوں کے معزز مسیحی تو ایک جگہ پر ضرور فراہم ہوگئے جن میں مختلف اقوام کے اور مختلف مدارج کے مرد و زن غریب سے غریب مسیحی سے لیکر اعلی سے اعلی تک موجود تھے۔ وہ بغیر کسی امتیاز کے ایک دوسرے سے ملتے تھے وہ بغیر امتیاز کھانے پینے میں شریک تھے۔ اُن کی نشست و برخاست میں اُن کی باہمی بول چال میں عجب سنجیدگی اور پاکیزگی پائی جاتی تھی۔ ہر ایک کے چہرے پر مسکراہٹ اور شادمانی تھی نیچ و اونچ اور ذات پات کے مکروہ اور گھنونے خیال کا نام ونشان نہ تھا۔

سالوشن آرمی کے سٹاف نے جب ہارمونیم کے ساتھ بادشاہ سلامت ہو کا گانا شروع کیا اور حاضرین جلسہ جب اُن کے ہمنوا ہوکر گانے لگے تو عجب سماں بندھ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد۔ راجہ صاحب اور جناب گورنر صاحب تو تشریف لے گئے۔ مگر ایٹ ہوم جاری رہا۔

مہمان نوازی میں کانفرنس والنٹیروں نے اپنے طبائ

ت

کے خوب جوہر دکھائے۔ گو کپڑوں کی پٹیاں معمولی لباس پر زیب تن تھیں۔ مگر رعب وداب اور کاروبار میں ملٹری سپاہیوں کو مات کرتے تھے۔ اگرچہ ایک ہزار تک مہمان موجود تھے۔ مگر اس پر بھی بے ترتیبی اور بدنظمی کا سایہ تک موجود نہ تھا۔ کوئی دلشکن بات وقوع میں نہیں آئی۔

آنریبل مسٹر کے ایل رلیارام کے ایڈریس کے بعد لارڈ بشپ لاہور اور ڈاکٹر یونگ صاحب اور رائے بہادر بکرجی نے مختصر تقریریں کیں۔ جن میں مسٹر کے ایل رلیارام صاحب کے ایڈریس کے خیالات کی تائید فرمائی گئی۔ اس کے بعد پروفیسر ایس سی۔ بکرجی ایم۔ اے بی۔ ایل ایم۔ ایل۔ سی کانفرنس کے بالاتفاق پریذیڈنٹ مقرر ہوئے اور مسٹر بی۔ ایل رلیارام سکریٹری منتخب ہوئے۔ اس کے بعد آنریبل کے ایل رلیارام نے آنریبل ایس سی۔ بکرجی کے لئے کرسی چھوڑ دی اور آنریبل ایس سی بکرجی نے ایستادہ ہوکر کانفرنس کو چند لمحے تک دعا میں مصروف کیا۔ بعد کو پریذیڈنٹ صاحب نے کانفرنس کو اپنا ایڈریس پڑھکر سنایا جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے

آپ صاحبان نے مجھے اپنا پریذیڈنٹ چننے میں جو عزت دی ہے۔ میں اُس کے گہرے احساس کو ظاہر کرنے کے لئے الفاظ نہیں رکھتا ہوں۔ میں آپ کی خوش آمدید کے بھروسے سے جو آپ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے ایک طرف تو بڑا پھسلایا گیا ہوں۔ لیکن جب میں اس سال کی صدر نشینی کی ذمہ داری کا خیال کرتا ہوں تو مجھے کہنا پڑتا ہے کہ میں ڈرتا ہوں۔

ملک کی موجودہ حالت

ہم سب جانتے ہیں کہ ہم ایک نہایت نازک وقت میں سے گذر رہے ہیں۔ ایسی صورتیں پیدا ہو گئی ہیں جو گورنمنٹ اور لوگوں کے متعلق نہایت ہوشیاری کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں کانفرنس نہایت ذمہ واری کا بوجھ اتارنے کو ہے۔ اس کا اعلیٰ فرض یہ ہے کہ ملک کی حقیقی اور اصلی بیماری کو ٹھیک ٹھیک سمجھے ایسی دوا تجویز کرے جو تمام ملک میں باہمی اتحاد اور صلح کو قائم کرنے کے لئے موثر ہو۔

تمام ملک کی موجودہ حالت میں جو سب سے اُبھرا ہوا خیال نظر پڑتا ہے وہ بے چینی اور بے صبری ہے جو تمام ملک میں ہر جگہ نظر آسکتی ہے۔ لوگوں کے دل حد درجہ تک ہلائے اور مروڑے گئے ہیں۔ گورنمنٹ اور ملک کے ذمہ دار افراد کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ باہم ملیں۔ ایک دوسرے سے بات چیت کریں۔ اس سے موجودہ وقت کی بے چینی و بیقراری ضرور کم ہوگی۔

مزید براں سطحی معلومات کے لوگ بھی اسباب کو آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ اہل ہند کی خاندانی حالت نہایت خراب ہے۔ آمدنی اور خرچ کی مدیں نہایت تنگ ہیں۔ اور موجودہ بدامنی اور بے چینی کا چشمہ یہی حالت بد ہے۔ ہم میں سے کوئی امید نہیں کر سکتا کہ آدھے بھوکے اور بد حال لوگ جو ملیریا کا شکار بنے رہتے اور مضر صحت اسباب کے ماتحت جیتے ہیں۔ اپنے حال پر ہمیشہ قانع رہ سکتے ہیں سٹرائکس ہی ایسے لوگوں کی تکالیف کے اظہار ہو سکتے ہیں۔ یہاں ایک ملکی پریشانی پھیلانے والے شخص کے لئے اُسے کامیاب اسباب ملسکتے ہیں اور لوگ ایسے ہمدرد کو سر پر اُٹھانے کے لئے تیار مل سکتے ہیں۔ جو ایسی حالت میں لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کرے ایسا شخص اُن لوگوں کے دلوں میں بے دریغ بے چینی کے بیج بو سکتا ہے۔ آسام۔ بنگال۔ ریلوے سٹرائکس کی تازہ مثال ہے۔ اب اگر لوگ اور ستاتا کے باہمی تعلقات کو بہتر اور افضل بنایا جائے تو موجودہ زمانہ کی نصف بے چینی اور اُس کے برے نتیجے کافور ہو جاتے۔ اگر نوکروں کی تنخواہوں میں مناسب اضافہ کیا جائے۔ اگر اجناس کی بڑھی ہوئی قیمتیں گھٹائی جائیں اگر بیماری کا خاتمہ

انسداد کیا جائے۔ اگر شراب نوشی بند کی جائے اور لوگوں کی رہائش گاہیں بہتر بنائی جائیں تو لوگوں کو آج آرام مل جاتا ہے۔ وہ لوگ جو کنفسوں اور کمیٹیوں کا ایمان کھو بیٹھے ہیں وہ جو اُن ذرائع کو اپنی ضروریات کی مرافعت کے وسیلے ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو موجودہ گورنمنٹ کی مشین کو اور اُس کے پرزوں کو زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے کام کے نتیجوں سے عوام کو خوش کرنے سے بری ہوئی جانتے ہیں آج تسلی پا سکتے ہیں مگر آج حال دگرگوں ہے۔ پولس کے خرچ اخراجات بطور مثال پیش کئے جا سکتے۔ جس کے کارگذاروں کی طرف سے اُس کے مفید ہونے پر جو کچھ اب تک کہا گیا ہے اُس سے تا حال اطمینان پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے ہر ایک نئے محصول کا خیال جب لوگوں کے روبرو آتا ہے تو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

موجودہ بے چینی زیادہ کرنے اور بڑھانے کے لئے اہل عدم تعاون نے سیلف گورنمنٹ کے مطالبہ کو اپنی کامیابی کا ایک دوسرا ذریعہ بنایا ہے۔ وہ اصلاحیں جو ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کے وعدہ کی تکمیل میں اس سال کے شروع میں جاری ہوئیں وہ ناکافی سمجھی جاکر عدم تعاون والوں سے رد کی گئیں مگر اعتدال پسند گروہ نے ان اصلاحوں کو جو ریفارم سکیم کے نام سے مشہور ہیں قبول کر لیا۔ جو سیلف گورنمنٹ سکیم کی گویا پہلی قسط تھی۔ مگر انتہا پسندوں نے اس سکیم کو رد کرکے اظہار ناراضگی میں عدم تعاون کا طریق عمل جاری کیا۔ جو ہندوستان کی کثیر آبادی پر دبا کا سا اثر کر گیا۔ اگر سچائی کا پاس کیا جائے تو یہ بات ماننی پڑیگی کہ اعتدال پسند ملک میں اپنے پیرو نہیں رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے اعتدال پسندوں کی امپیریل اور پروونشل لیجسلیٹو کونسلوں میں حالت نہایت نازک ہو گئی ہے۔ اُن کی حالت کونسلوں میں مالی ط

ہی نازک ہے۔ وہ کونسلوں کے ممبر بنکر درحقیقت شکنجے میں پھنس گئے ہیں۔ اہل عدم تعاون نے منسٹرین کی اس نازک حالت سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے عوام پر اسباب کو ظاہر کر دیا کہ جسے اعتدال پسند ریفارم سکیم ناکہ قبول کر بیٹھے ہیں وہ درحقیقت ایک مضحکہ خیز معاملہ ہے۔ موجودہ لیجسلیٹو کونسل ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ یہ صرف قرار دادوں کو پاس کرنے کا کام کر سکتی ہے۔ جو محض نیک دیا رسا لوگوں کی خواہشوں کے سوا کچھ معنے نہیں رکھتی ہیں۔ اس سے جہاں تک غور کیا جاتا ہے۔ وہاں تک یہی معلوم ہوتا ہے کہ صاحبان عدم تعاون اعتدال پسندوں اور گورنمنٹ کی مخالفت میں کامیاب ہونے کی کوششوں میں سرگرم ہو گئے۔ اس کا نتیجہ عام طور سے یہ نکلا ہے کہ لوگوں میں بے اطمینانی کا اضافہ ہو گیا ہے۔ مہاتما گاندھی نے جو خود انکساری کی زندگی کے سوا عدم تعاون کا رسول سمجھا جاتا ہے عدم تعاون کی منادی سے تمام ملک میں بہت سے مرید پیدا کر لئے ہیں۔ گو اصولاً عدم تعاون کا طریق عملاً ناکام نکلا مگر اس میں کلام نہیں کہ تمام ملک میں روحانی فتح عدم تعاون کی ہی رہی۔ جس کا صاف اور کھلا نتیجہ دنیا کے روبرو ہے۔

عدم تعاون کے ساتھ سوراجیہ کے خیال نے جو عدم تعاونی اصحاب کی طرف سے پیش کیا گیا۔ ملک میں بے چینی کو بڑھانے میں کچھ کم مدد نہیں کی ہے۔ اگرچہ کسی سوراج کے عاشق کو آج تک سوراجیہ کے معنے معلوم نہیں اور نہ کسی عدم تعاون کے لیڈر نے لوگوں کو سوراجیہ کے معنے بتائے۔ مذہبی لوگوں نے خود بخود سوراجیہ کے معنے یسوع مسیح کی ہزار سالہ دنیوی بادشاہت کے کر لئے۔ اس سے وہی اوصاف منسوب کر دیئے جو فرشتوں نے یسوع مسیح کی بادشاہت سے منسوب کئے۔ اہل عدم تعاون میں سے اعلیٰ سے اعلیٰ شخص نے سوراجیہ کا پروگرام بنانے اور شائع کرنے سے پرہیز کیا ہے۔ عدم تعاونی اصحاب کے سوراجیہ کا خیال ترک کرنے پر بھی شبہ نہیں کہ عدم تعاون کی روح کا اثر وسیع ہو چکا ہے۔ اس نے اپنے لئے ایک وسیع دائرہ قائم کر لیا ہے جس میں وہ بے صبری اور بے چینی کو پیدا کر رہی ہے۔ لوگوں کے دلوں کی یہ حالت اس سال کی ہڑتالوں سے بخوبی ظاہر و ہویدا ہوتی آئی ہے۔ جس کی بابت گورنمنٹ یہ غلط فہمی کرتی اور سمجھتی آئی ہے۔ خصوصاً یورپین اصحاب خیال فرماتے آئے ہیں کہ ہڑتالیں بالکلیہ جابر لوگوں کے جبر کا نتیجہ ہیں۔ جو اپنی مرضی کو ڈر اور خوف کیساتھ لوگوں سے منواتے آئے ہیں۔ اس میں حق و باطل جمع ہے۔ ہڑتالوں کی یہی تفسیر ہے کہ ایک حد تک یورپین اور گورنمنٹ راستی پر ہے۔ ہڑتالوں کے لئے بلاشک خوف اور جبر سے کام لیا گیا ہے اس کے سوا ہڑتالیں دیکھا دیکھی بھی ہوتی رہی ہیں۔ جو لوگوں کی اپنی خوشی اور ارادے کا فعل نہیں۔ جو خوشی اور دلی ارادہ سے ہڑتالیں کرتے رہے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ تھے جو تنگی اور خاندانی زندگی کی مشکلات کی وجہ سے گورنمنٹ سے ناخوش چلے آ رہے تھے۔ ان کی ناخوشی محض ملکی نہ تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہاں پر صوبوں کی گورنمنٹس اور گورنمنٹ آف انڈیا کی افسوسناک ناکامی ظاہر ہے کہ بجائے ہند کی درست حالت دریافت کر جانے اور پہچاننے کے ضابطہ فوجداری کے امینڈمینٹ ایکٹ آف ۱۹۰۸ء پر اپنا نیا طریق عمل شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ملک میں گرفتاریوں کی آفت بپا ہو گئی۔ جس سے عدم تعاون کے لیڈروں کے مطالب و اغراض ایسی خوبی سے مکمل ہونے لگے جو پیشتر کسی کے خیال میں نہ تھے۔ میری رائے میں اب گورنمنٹ اپنے موجودہ رویہ کو بدلنے کے لئے مجبور ہے اور اس سے صلح پسندی کا رویہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی کہنا چاہیئے کہ ایچ۔ ای دی گورنر بنگال نے ذیل کے الفاظ میں ایک دل پسند رویہ اختیار کرنے کا اظہار بنگال لیجسلیٹو کونسل میں دسمبر ۱۹ کے روز کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی خواہش نہیں کہ امینڈمینٹ ایکٹ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۹۰۸ء کے ماتحت بہت گرفتاریاں کرے عدم تعاون کے پیشوا اپنے معتقدوں کو حکم عدولی کرنے سے روک دیں تو اُن کے خلاف جو گورنمنٹ نے قدم اٹھایا ہے وہ خود بخود رک جائیگا۔ میں اس سے بھی بڑھکر عدم تعاون کے پیشواؤں سے کہتا ہوں کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے اپنے طریق عمل پر کام کرنا تمام ملک میں بند کرکے گورنمنٹ سے عارضی صلح کر لیں تاکہ طرفین کی ایک جگہ میٹنگ ہو سکے تو میں اپنی گورنمنٹ سے یہ درخواست کرنے کو تیار ہوں کہ گورنمنٹ ضابطہ فوجداری امینڈمینٹ ایکٹ سنہ ۱۹۰۸ء کے حصہ دوم کو بالکل موقوف فرمائے اور ان تمام لوگوں کو رہا کرے جو ایکٹ مذکور کے اختیار پر گرفتار کئے گئے ہیں یا جیل خانوں میں پہنچائے گئے ہیں

ایسا ہی رویہ ایچ۔ ای دی وائسرائے ہند نے اس وفد کا جواب دیتے ہوئے اختیار کیا ہے جو ۲۱ دسمبر کے روز ایچ۔ ای دی وائسرائے ہند کا منتظر تھا۔ اس وفد کے جواب میں وائسرائے ہند نے فرمایا کہ میں اس ایڈریس میں وفد کی کوئی کارروائی مذکور نہیں پاتا۔ جو انہوں نے عدم تعاون کے پیروکاروں کے متعلق کی ہو جا بیجا کام میں مصروف ہیں۔ نہ ان کی طرف سے کوئی ضمانت اسباب کی پیش کی گئی ہے کہ اگر مطلوبہ کانفرنس ہو گئی تو وہ اپنی بد امنی کی کارروائی کو بالکلیہ بند کرینگے۔ جو ایڈریس تم نے عدم تعاون کے لیڈروں کے قائم مقام ہو کر مجھے دیا ہے اس میں کیا ان باتوں کا کوئی نشان بھی ملتا ہے؟ کیا انہوں نے قانون شکنی سے باز رہنے کا کوئی وعدہ کہیں کیا ہے تاکہ پُرامن گرہ

ہم خیال عدم تعاون نا طلس کی بابت دکلا کی بابت سکھوں اور کابل کی نسبت گو نسبت قانون شکنی کی بابت ضرور ناکام نکلا - چرخہ کی بابت ضرور ناکامی رہی -





ہوائی پیدا کرکے اصل بیماریوں کی دوا پر سوچا جائے" میری گورنمنٹ جواب دینے میں ہرگز پیچھے نہیں ہے ہم اس نئی حالت پر فراخدلی سے غور کرنے کو تیار ہیں اور میں اس بے لوکل گورنمنٹ سے بھی مشورہ کرونگا"۔ اس سے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ عدم تعاون کے پیشواؤں کی عارضی صلح سے انکار کرنا اول درجہ کی بھول تھی جو مزید تکالیف کی تولید کا جو مستقبل قریب میں رونما ہونے والی ہیں باعث ثابت ہوسکتا ہے۔

طرفین کی باہمی رضامندی کا میل ملاپ حقیقی کام ہے موجودہ حالت میں کوئی ایسا کرہ پیدا کرنا امر محال ہے جو باہمی صلح اور نیک نیتی پر مبنی ہو۔ جب تک طرفین ایک دوسرے کو معقول رعایت سے نہ دیکھیں تب تک ممکن نہیں کہ لوگوں اور حکومت میں کوئی کام مصالحت کا ہوسکے۔ اگر ہم گورنمنٹ تک اس خیال سے پہنچنے کوشش کریں کہ وہ ضابطہ فوجداری کا امینڈمینٹ ایکٹ ۱۹۰۸ء کو موقوف کرے اور اُن لوگوں کو رہا کرے جو اس ایکٹ کے اقتدار پر گرفتار کئے گئے ہیں تو دوسری طرف ہمیں اہل عدم تعاون تک پہنچکر اُن سے یہ رعایت حاصل کرنی ہے کہ وہ موجودہ قانون شکنی اور بے چینی پھیلانے والے تمام کاموں اور تدبیروں سے دست بردار ہوں تاکہ گول میز کانفرنس جمع ہوکر ادھر گورنمنٹ کے حقوق پر اُدھر حصول سوراجیہ پر بات چیت کی جائے۔ ہر قسم کی راہوں سے رکاوٹوں کو دور کیا جائے ایسا طریق عمل اختیار کیا جاوے جو گورنمنٹ اور حصول سیلف گورنمنٹ کے لئے مفید ہو۔ اب اگر ملک کی حالت کی بابت میری تشخیص و تحقیق درست ہو تو مجھے یقین ہے کہ یہ کانفرنس اس کی بابت کوئی ایک یا کئی ایک قرار دادیں پاس کرے گی جو ان خیالات پر مبنی ہوں جن کو میں نے پیش کرنے کی جرات کی ہے۔

متھرا میں کثرت سے گرفتاریاں ہو رہی ہیں جیلخانہ بھر گیا۔

قصیدہ

بطرح عرفی شیرازی

زخود گزیدہ بربندی چگونہ کام جاں بینی

از نتائج طبع منشی حشمت اللہ "حشمت" شملوی تلمیذ جناب مولانا مولوی نصیر الدین صاحب نصیر مدظلہ العالی

بعنی دل اگر بندی مقام جاوداں بینی
دگر خود را تو گم گیری نشانِ بے نشاں بینی
دلت شد تیرہ عصیاں آب دیدہ روشن کن
برآ از جامۂ ہستی کزیں راز نہاں بینی۔
بنای آز را برکن ببر کن جامۂ قانع
بنائی از قبای خود گلیمت پرنیاں بینی
بتوفیق خدا دریاب گر سرّ نہاں خواہی
بشو حشمت باخاکِ غم اگر خواہی جہاں بینی
ز دنیا دست خود افشاں اگر خواہی قناعت را
اگر زخود تو محکم باشی چگویم کام جاں بینی۔
ندارد خود پرستی آنکہ در پایۂ طاعت
بتقوی پیر شو تا در جہاں خود را جواں بینی
بیر در رنگِ معنی دست اگر خواہی تو ختم عرفاں
فدا شو گر ہمی خواہی کہ جاں را بے زیاں بینی
منور کن دلِ خود را کہ از تابِ ید موسیٰ
گریزد چہار دم بام رنگش زعفراں بینی
بکش سیل خدا بینی بچشم دل ز تاثیرش
روای غیریت خیزد بہر جانب ہماں بینی
بفیضِ قطرۂ خونِ جگر آں گل شود پیدا
کہ از فصلِ بہاراں چمن پر سو فغاں بینی
بہ بند در بشکم سنگِ قناعت آنکہ بر توسن
بہ بند زیں گر درین منزل رسی خود را چناں بینی
چہ بیگری کہ در گلشن بیابم دلبر خود را
چمن کن قلب را تا ہر زماں او را ہماں بینی
چرا در فکر آں باشی کہ با سنگر نبرد آرم
اگر با نفس جنگ آری جہاد اکبر آں بینی
عبث بر روی عالم دست لاش عارفاں گردی
تجرد پیشہ کن تا حق شناساں را مکاں بینی
حذر کن گر بچشمِ تو نماید شورِ معصیت
اسد را افگند آں صورتِ بیل دماں بینی
مبیں ہرگز کہ معصیت ضعیف و ناتواں باشد
بدرد سینۂ افلاک آں شمشیر بُراں بینی
کشیدہ حاتمِ طائی بگیتی خوانِ احساں را
تو خوانِ معرفت گستر کہ خود را میزباں بینی
چہ میخواہی کہ تمثال جسم ہمی بینی راز عالم را
کشا اقلیم معنی را کہ راز دو جہاں بینی
برار از چرک دنیا دل بہل اسباب دنیا را
تو زاں باشی گستہ دل کہ قصرِ لامکاں بینی
ندارد گوہر عشق آں کس کہ ہستی را ندانستہ
تو ایں دولت بدست آور کہ وصلِ جانِ جاں بینی
بیرد در محفلِ عرفی بخواں ایں مطلع دیگر
کہ برخیزد بپای داد و او را مدح خواں بینی

مطلع ثانی

بیا اگر یہ کن طوفاں کہ جاں را بیکراں بینی،
بزن آتش بر خبثِ جاں کہ دوزخ را جناں بینی
جگرداری شوی ایمن زگرگِ نفسِ آوارہ
ہویت گر بدست آری مدام آں اشتباں بینی
مزن آتش بروی دل بجنگِ شیر گر افتی
رضای حق نگہداری کہ در دہنش اماں بینی
دم خنجر بدار و آب گر عکس دلت آشفتہ
جنیت ہمجنس اگر داری ہمیں تعویذ جاں بینی
چہ دل ہستی فروشاں را ببیند نفسِ افتادہ

که دائم در ہوس بازی دل شاں کاملاں بینی

بچشم آز پدر گرد رآید ہفت گنجینہ
نباشد پُر مگر و تنگ آں را خاکداں بینی

اگر ذرہ صفا در کُنج دل داری ہمیں گویم
شب دیجور جمعیت چراغ آسماں بینی۔

زند پر مرغِ روحت بر مقامِ جنت المادیٰ
گر از دامِ گرہ رستہ شکستہ آشیاں بینی

مزن در حشمت عاجز متاع و مال گر داری
تُہش باشی بخود آئی چو حال زندگاں بینی

رسائی پایہ بردارد کہ در بانہ سرا بازی
نہ امید و عدم آں را کہ جنبش رواں بینی

کدام اندریں گلشن کہ از دستِ خزاں در دل
ندارد ہمچو بلبل غم بہ نالاں کناں بینی

چرا پژمردہ اے دل زاہمال سیہ روئی
بروئے حضرت عیسیٰ شفیع الله نجات بینی۔

ملاکی اور یوحنا بن زکریاہ کا درمیانی زمانہ

نئے عہد کو سمجھنے کے لئے پرانے عہدنامہ کی تحریرات کو پڑھنا ضرورت ہے۔ جو حضرت ملاکی اور یوحنا کے درمیانی زمانہ میں رکھی گئی ہیں۔ گو اس زمانہ کی تمام تحریرات ہم تک نہیں پہنچی ہیں۔ پر جو پہنچی ہیں وہ بائبل کے نوشتوں کی صداقت کے شاہد ہیں گو وہ الہامی تحریرات نہیں سمجھی گئیں مگر وہ اپنے زمانہ کے حالات وعقائد وخیالات کا ایک روشن نقشہ ہیں۔

جس زمانہ کی طرف ہم اشارہ کر رہے ہیں وہ زمانہ ۴۰۰ برسوں پر محدود ہے۔ ہماری بائبل میں اس زمانہ پر روشنی ڈالنے والی کوئی تحریر نہیں ہے۔ صرف پرانے عہد کے یونانی ترجمہ کے ساتھ جو مسیحی زمانہ کی ابتدا سے پیشتر کیا گیا تھا۔ چند صحائف تھے جس کو پرانے عہد کی مشکوک کتابیں ہیں جنکو اپاکرفا کہا جاتا ہے۔ ان کتابوں کا شمار ۱۴ تک ہے۔ ان کتابوں میں واقعی یہودی قوم کے عجیب وغریب حالات پائے جاتے ہیں۔ سکندر اعظم کے جانشینوں کے یہودی قوم پر خطرناک مظالم مذکور ہیں اور یہودی قوم کی بیہودہ مکابی کی معرفت آزادی کا دلچسپ بیان اور دیگر حالات زمانہ قلمبند ہوئے ہیں۔ یہ کتابیں پرانے عہد کے یونانی ترجمہ کے ساتھ ملسکتی ہیں۔ شائد بعض کا اردو میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

ان ۱۴ کتابوں کے سوا بائبل کے علما کی تحقیق وتفتیش میں اسی زمانہ کی تحریرات میں سے اور بہت سی کتابیں آئی ہیں جو قبل از مسیح اور زمانہ مسیح کی یہودی قوم کے مذہبی اور ملکی حالات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ یہ تحریرات نہ صرف پرانے عہد کے نوشتوں کی اصلیت پر روشنی ڈالتی ہیں۔ بلکہ نئے عہد کے نوشتوں کی تعلیم پر بہت روشنی ڈالتی ہیں جس کی وجہ سے ان کو نئے عہدنامہ کی تمہید کا جزو تصور کیا جاسکتا ہے اور بائبل کے سٹوڈنٹس کے لئے یہ کتابیں ازبس مفید ہیں۔ ان کتابوں کے ناموں کی فہرست ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ ہر ایک ناظر ان کی تلاش میں رہے اگر ان کتابوں میں سے کوئی کتاب کسی کو مل جائے تو اسے غنیمت سمجھے۔ کیونکہ یہ کتابیں بائبل کے نوشتوں کی صحت واصلیت پر عجیب روشنی ڈالتی ہیں وہ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ باروخ کا مکاشفہ۔ ۲۔ حنوک کی کتاب۔ ۳۔ یسعیاہ کا معراج۔ ۴۔ جیبل کی کتاب۔ ۵۔ موسیٰ کا معراج ۶۔ یعقوب کے ۱۲ بیٹوں کا عہدنامہ۔ اس کتاب سے قرآن عربی نے کئی عبارتیں نقل کی ہیں۔ قرآن عربی صفائی سے اس کا دعویٰ کرتا ہے۔ ۷۔ سلیمان کے زبور۔ ۸۔ سلاطین کا الہامی کلام۔ ۹۔ مکابیوں کی تیسری کتاب۔ ۱۰۔ مکابیوں کی چوتھی کتاب۔ ۱۱۔ آدم کا مکاشفہ۔ ۱۲۔ ابہام کا مکاشفہ ۱۳۔ موسیٰ کا مکاشفہ۔ ۱۴۔ الیاس کا مکاشفہ۔ ۱۵۔ صفنیاہ کا مکاشفہ وغیرہ۔ غرضیکہ زمانہ زیر نظر کے حالات کو زیادہ روشن کرنے کے لئے یہ زائد رسائل بائبل کے علما کی تحقیق سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو صدیوں تک دنیا کی آگاہی سے گم ہو کر پھر انسانی علم کا جزو بن گئے ہیں۔ انشاء الله ہم گاہے گاہے ان کتابوں کے تھوڑے حالات ہدیہ ناظرین کرینگے۔

باروخ کا مکاشفہ

یہ کتاب باروخ بن نزایاہ کی رویتوں کا مجموعہ ہے جو عزرا کی دوسری کتاب سے ملتی جلتی ہے۔ اس میں مصنف نے یہ بات دکھائی ہے کہ یہ کتاب گویا ۵۸۶ء قبل از مسیح کلدیوں کے ہاتھوں سے یروسلم کی بربادی اور بحالی کی پیشینگوئی ہے۔ اس میں سات حصے ہیں جو دعاؤں اور رویتوں کا بیان ہیں۔ اس کا آخری باب باروخ کا وہ خط ہے جو اس نے بابل کے اسیر اسرائیلیوں کو لکھا تھا یہ خط ایک عرصہ تک یاد رکھا گیا تھا یہ کتاب جیسی کہ ہمارے پاس موجود ہے صرف ۱۸۶۶ء میں لاطینی ترجمہ کی صورت میں ملی تھی۔ غالباً یہ ترجمہ سریانی یا یونانی زبان کے کسی ترجمہ سے کیا گیا تھا جو اصل میں عبرانی زبان سے کئے گئے تھے یہ کتاب دراصل رومیوں کے ہاتھوں سے یروسلم کی بربادی سے پیشتر جو ۷۰ء میں ہوئی لکھی گئی۔ دیگر علما کہتے ہیں کہ یہ کتاب ۵۰ء سے لیکر ۹۰ء کے اندر لکھی گئی۔ یہ کتاب سخت فریسی خیالات کا نقشہ ہے اگر یہ سچ ہو تو یہ کتاب بائبل سٹوڈنٹ کے لئے نہایت مفید ہے۔

دوسرے علما کا خیال ہے کہ یہ کتاب پہلی صدی عیسوی کے دوسرے حصے میں لکھی گئی ہے۔ اس کے ۷۴ باب سے ۷۰ تک جو بیان آیا ہے وہ یہودی قوم کے مسیحانہ عقیدہ کا آئینہ ہے جس میں قوم یسوع ناصری

مسیح کے عین زمانہ میں رکھتی تھی۔ نئے عہد نامہ کو سمجھنے کے لئے یہ کتاب بڑی قیمتی ہے۔ یہ کتاب آج وقت یونانی۔ سریانی۔ لاطینی میں موجود ہے۔ اصل عبرانی کا اب تک پتا نہیں لگا ہے۔

ایشیا

ولنشیا ۲۳ دسمبر کی خبر ہے کہ سونڈش سٹیمر انڈس میں آگ لگ گئی ہے سخت نقصان کا اندیشہ ہے

بنارس ۲۴ دسمبر کی خبر ہے کہ وہاں ایک بوئلر کے پھٹنے سے ۵ آدمی سختی سے مجروح ہوئے ہیں ان میں سے دو کی نازک حالت ہے۔

بمبئی ۲۴ دسمبر کی خبر ہے کہ رنیوں جہاز کے ملاحوں نے ہندوستان کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ مسٹر دھونجی بھائی بومن جی نے اُن کے لئے تمام انتظام کردیا۔ پہلی پارٹی ۲۶ دسمبر کے روز سپیشل ٹرین پر دہلی اور آگرہ کو روانہ ہوگئی ہے اس میں ۵۸۰ افسر شامل ہیں جو ۳ جنوری کے روز واپس بمبئی پہنچیگی۔ اور ۵ جنوری کے روز دوسری پارٹی بھی سپیشل ٹرین پر ہندوستان کی سیر کو روانہ ہوگی۔

انڈیپنڈنٹ الہ آباد کے اڈیٹر کو ایک سال با مشقت قید کی سزا ملی ہے اور ایک سو روپیہ جرمانہ ہوا ہے۔

الہ آباد میں ۲۲ والنٹیرس کرسمس کی رات گرفتار ہوئے ہیں جو کہتے تھے کہ راج ہمارا ہے۔ ان میں سے ۹ کو ترم ۳۳ ماہ با مشقت قید کی سزا ملی ہے۔ باقیوں کا مقدمہ ہونے والا ہے۔

کالیکٹ ۲۸ دسمبر کی خبر ہے کہ مندرجہ ذیل تعداد موپلہ باغیوں کی مطیع ہوگئی ہے۔ مونڈ و حاجی الطاف اور لیو اور چار بندوق اور ۹ تلواروں کے ساتھ مطیع ہوگیا ہے اور ۳۲ باغی اور ۴۹ تلواروں اور ۸ بندوقوں اور سامان جنگ کے ساتھ ۲۵ دسمبر کے روز مطیع ہوئے ہیں۔ ۲۷ آدمی ۹۰ تلواروں کے ساتھ اور ۴ بندوقوں کے ساتھ علاقہ امرپلم میں مطیع ہوئے ہیں۔

آسن سول لوہے اور سٹیل کے کارخانہ میں ۵۰۰۰ کارکنوں نے سٹرائک کردی ہے جو ہنوز زور شور پر ہے۔

الہ آباد ۲۹ دسمبر کے روز نیشنل لبرل فیڈریشن کی میٹنگ شروع ہوئی۔ جس کے پریذیڈنٹ دیوان بہادر ایل۔ اے۔ گوبند راگھوا آئر تھے میٹنگ کے وقت لوگوں کی حاضری معقول تعداد سے تھی۔ مسز اینی بیسنٹ نیشنل ہوم رول لیگ کے ۲۰ ڈیلیگیٹوں کے ساتھ موجود تھی۔ لیگ میں دیگر ضروری امور کا اظہار کرنے کے بعد صفائی سے عدم تعاون کی ناکامیابی کا اظہار کیا گیا ہے اور ساتھ ہی نیشنل کانگرس کی اُن قرار دادوں کی تردید کی ہے۔ جو ابھی احمد آباد کے جلسہ میں پاس کیگئی ہیں۔

احمد آباد ۲۸ دسمبر کی خبر ہے کہ پنڈت مدن موہن مالویہ نے جو گورنمنٹ اور پیروان عدم تعاون کے ملاپ کی کوشش فرمائی۔ وہ قابل داد اور تحسین و آفریں ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی خبر ہے کہ پنڈت مالویہ نے کانگرس کے عقیدہ پر دستخط بھی کردیے ہیں۔

رنگون ۲۹ دسمبر کی خبر ہے دفیس لا کے ماتحت گورنمنٹ نے رنگون سے ۴۸ اشخاص کو شہر بدر کیا گیا ہے اور حکم ہوا ہے کہ وہ رنگون میں ۱۲ جنوری سے پیشتر نہ آئیگں۔

ایچ۔ ایچ دی پرنس آف ویلز پیر کے روز کی صبح کو رنگون پہنچ گئے ہیں۔

لنڈن ۳۰ دسمبر کی خبر ہے کہ ارل آف لیٹن نے آنے والے مارچ سے بنگال کا گورنر ہونا قبول کرلیا ہے۔ موجودہ گورنر بنگال کی خدمت کی میعاد آنیوالے اپریل میں ختم ہوجائیگی۔

کالیکٹ ۳۰ دسمبر کی خبر ہے کہ مالابار کے علاقہ میں ۴۹۷ باغی موپلہ ایک دن سرکار کے مطیع ہوئے ہیں۔

بمبئی ۳۰ دسمبر کی خبر ہے کہ وہاں نیز آل انڈیا کیتھولک کانفرنس فراہم ہوئی آپس میں ملاپ اور گورنمنٹ سے تعاون رکھنے پر زور دیا گیا

یورپ

لنڈن ۲۴ دسمبر کی خبر ہے کہ ہوائی وزارت کا بیان ہے کہ چھ ماہ کے عرصہ میں جو ستمبر کے اختتام پر ختم ہوتا ہے ۳۰۰۰ برٹش مشین اڑنے جنہوں نے ۳۲۱۰۰۰ ہوائی میں طے کئے۔ اور ۳۲۰۰۰ مسافروں نے سفر کیا ۹ ٹن بوجھ دوسری جگہوں میں پہنچایا گیا۔

لنڈن ۲۴ دسمبر کی خبر ہے کہ یوگوسلاویا کی بابت جرمنی میں یہ بات متحقق ہوئی ہے کہ وہ دغابازی و بیوفائی کا مرتکب ہے۔

لنڈن ۲۵ دسمبر کی خبر ہے کہ الائز کی طرف سے سپریم کونسل ۶ جنوری کے روز پیرس میں فراہم ہونے کو ہے۔

لنڈن ۲۴ دسمبر کی خبر ہے کہ یونائیٹڈ کنگڈم میں ابھی ۱۸۲۴۰۰۰ آدمی بیکار ہیں۔ باقی برسر روزگار ہوگئے ہیں

پیرس ۲۳ دسمبر کی خبر ہے کہ لنڈن سے

ارسلین تک ہوائی آمد و رفت کا براہ راست رستہ کھل گیا ہے۔

روم ۲۳ دسمبر کی خبر ہے کہ دریا پی۔ ایو کے پل پر جو دو ایکسپریس گاڑیاں ٹکرائی تھیں اس سے ۲ مسافر مرے اور ۵۰ زخمی ہوئے۔

لندن ۲۶ دسمبر کی خبر ہے کہ قسطنطنیہ میں ایک فرانسیسی جہاز کی گرفتاری سے جس میں ۲۰۰ ٹن گولا بارود انگورا گورنمنٹ کے لئے لدا تھا بڑی پریشانی پھیلی ہے۔

پیرس ۲۷ دسمبر کی خبر ہے کہ جرمنی تاوان جنگ کی قسط کی ادائگی کی بابت براہ راست فرانس سے گفت و شنید کریگا۔

لندن ۵ دسمبر کی خبر ہے کہ ۲۰ بلین جرمنی گولڈ مارک قرض لینے کا جرمنی انتظام کر رہی ہے

ہلسنگفورس ۲۸ دسمبر کی خبر ہے کہ کریلین اور بولشوک فوجوں میں جنگ ہے۔ بولشوک ۲۰۰ مارے گئے اور باقی زخمی ہوئے۔

افریقہ

قاہرہ ۲۴ دسمبر کی خبر ہے کہ فوجی دستہ گیسا کو بھی روانہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہاں بھی بے چینی شروع ہوئی تھی۔ اور اس کے ساتھ ایک دستہ فوج منتاح کو بھی بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ وہاں بھی گڑبڑ شروع ہوئی تھی۔ وہاں طلبا نے سر دے آفس پر دھاوا کر دیا تھا۔

وہاں سے زغلول پاشا کے چھ پیرو کار سوڈان بھیجے گئے۔ وہاں امن ہو گیا ہے۔ سکندریہ وغیرہ میں زغلول پاشا کی بابت لوگ "زغلول ابدتک زندہ رہے" کا شور مچاتے پھرتے ہیں۔

بقیہ مضمون صفحہ ۵ سطرہ سے آگے

الیکٹ پریزیڈنٹ اور کانفرنس کے ڈیلیگیٹس کے خیر مقدم کا یہ جلسہ واقعی عجیب و غریب تھا۔ اس کی ساخت و ترتیب میں۔ اس کے باہمی ربط و ضبط میں۔ اس کی آن بان شان میں۔ ہندوستان کی موجودہ مشکل کی خود بخود مشکلکشائی دکھائی دیتی تھی۔ اس جلسہ کی روح زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ ہندوستان کو مسیحی بھائی چارا کی ضرورت ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہندوستان کو ہندوستانی مسیحیوں کی خدمات کی ضرورت ہے کہ وہ گورنمنٹ ہند اور برادران قوم کو نہ صرف نقصان سے بچائیں بلکہ مسیحی بھائی چارے کے اصول پر حاکم و محکوم کو دوست بنائیں۔ تاکہ حکومت اور رعیت میں بہتر تعلقات پیدا ہوں اور ہندوستان میں خدا کا جلال ظاہر ہو۔

اس میں شبہ نہیں کہ ہندوستان میں جو خدا نے مسیحی جماعت کو قائم کیا ہے عبث قائم نہیں کیا ہے۔ ہندوستان میں ایسی جماعت کی ضرورت دیکھ کر اسے قائم کیا ہے۔ ہماری آنکھوں میں ہنوز وہ ضرورت آج ابھر رہی ہے۔ ہمارے لائق ہموطن اس وقت جیل خانوں میں مقید ہیں۔ اور باقی بندھے ہوئے جیل خانوں کو جا رہے ہیں وہ لاریب ہمارے واجب العزت اور ملک اور قوم کے بہی خواہ ہیں۔ اُن کی تکالیف کے خیالات ہمیں آرام ترک کرنے پر مجبور کرتے اور اُن کے مصائب جو بیان سے باہر ہیں ہمیں سونے نہیں دیتے ہیں۔ ہندوستان کے اعلیٰ خاندانوں میں ہزارہا خاندان ایسے ہیں جو آجکل ماتم کناں ہیں۔ وہ سب کے سب ہمارے بھائی۔ ہمارے ہمقوم۔ ہماری ہڈیوں میں سے ہڈیاں اور ہمارے گوشت میں سے گوشت ہیں۔ ہم ہندوستانی مسیحی اُن کو جیل خانوں میں فاقہ مستیاں کرتے دیکھکر کیسے آرام کی نیند سوئیں؟ کیا ہم اسٹریلکہ کی طرح یہ یقین کرنے کو تیار ہیں کہ ہم ہندوستانی مسیحی اُسی وقت کے لئے ہیں۔ ہمارا وجود انتہائی خدمات کے لئے نہیں بلکہ درمیانی کی خدمات انجام دینے کے لئے ہے۔ وقت آگیا ہے کہ اب ہندوستان کی جماعت اپنی قوم دگورنمنٹ کو باہم ملانے کے لئے میدان خدمت میں نکلے۔ نہایت شکر کا مقام ہے کہ کالج ہوس کی یہ تمام گروہ خدا اور تاج اور قوم کی خدمت کے لئے آگے بڑھنے کو ہے۔ ہماری دعا ہے کہ آل انڈیا کانفرنس اور انڈین کرسچن اس میدان میں کامیاب نکلے۔ آمین۔

کانفرنس کا پہلا جلسہ شام کے ۶ بجے کالج ہال میں شروع ہوا۔ آنریبل مسٹر کے ایل رلیارام ایم ایل سی۔ صدر نشین تھے۔ سب سے پیشتر تمام کانفرنس خاموشی سے دعا میں مصروف ہوئی۔ بعد دعا کے استقبالیہ کمیٹی کے چیرمین نے خیر مقدم ایڈریس الیکٹ پریزیڈنٹ کی خدمت میں پیش کیا جس کے ضمن میں آپ نے پنجاب کرسچن کانفرنس کی سالانہ خدمات کا بیان فرمایا۔ خصوصاً کرسچن بنک۔ ایک پروفیسر لیڈی کی تنخواہ کی ذمہ واری اور مسیحی پرچہ کی کارگذاریوں کا ذکر کیا۔ اُس کے ساتھ ہی آپ نے اس بات پر بڑا زور دیا کہ ہم مسیحی سب ایک ہو جائیں ولائتی امتیاز کے ناموں کو طاق پر دھریں اور ہم سب ایک "ہندوستانی مسیحی" کے نام پر اتحاد کریں۔ آپ کی تقریر کے اس حصہ کو حاضرین نے بہت پسند فرمایا۔

قاہرہ ۲۳ دسمبر کی خبر ہے کہ زغلول پاشا کے حامی گرفتار کرلئے گئے ہیں۔ ان میں سے دو گولی سے مارے گئے ہیں۔

سکندریہ ۲۳ دسمبر کی خبر ہے کہ وہاں پر پولیس نے ۵۰۰ سوارگروں کو منتشر کیا جو زغلول پاشا کے خیال کے حامی تھے۔



نیشنل کانگرس کا جلسہ

معزز قارئین کو معلوم ہوگا کہ احمد آباد نیشنل کانگرس کا جلسہ ہے ۳۱ دسمبر کی کارروائی میں یہ امور طے قرار پائے ہیں کہ سوراجیہ ہمارا پیدائشی حق ہے - پرامن عدم تعاون پر لیکچر ہوئے - اسی طریق عمل کو آگے کے لئے منظور کیا گیا ترک خطابات و وکالت اور کونسلوں کے بائیکاٹ کی بات تسلیم کرنا پڑا کہ ان کے متعلق کوئی قابل فخر کارگذاری پیش نہیں ہو سکتی ہے - قومی تعلیم اور چرخہ مع کھدر اور انسداد شراب کی بابت قابل تعریف خدمات کا ذکر آیا ہے - اچھوت جاتیوں میں کام مدھم ہی دکھایا گیا ہے - ہندو مسلم اتحاد پر اعتماد ظاہر کیا گیا ہے - سول نافرمانی کی تیاریاں ہیں - مہاتما گاندھی کے ہاتھ میں کل اختیارات دیدیئے ہیں - اب نئے سال میں عدم تعاون کے کارکن اپنے نئے طریق عمل کے جوہر دکھائینگے ❖

مصر میں عدم تعاون

اس بات کی امید ہے کہ جن جن غیر مسیحی ملکوں پر انگلینڈ کا جھنڈا لہراتا ہے ان ممالک میں عدم تعاون کے طریق عمل کا جاری ہونا قرین قیاس ہے - کیونکہ آجکل جو کچھ ہندوستان میں ہو رہا ہے وہ زمانہ پر پوشیدہ نہیں - ہر ایک ملک میں جب ان ہندوستانی حالات کی خبر پہنچتی ہے تو وہاں کی گورنمنٹ کے مخالفین کی مردہ امیدوں میں زندگی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں - مصر جو ایک عرصہ سے بااَمن ملک تھا ہندوستان کی دیکھا دیکھی وہ بھی عدم تعاون کے اصول پر عمل پیرا ہونے لگا ہے - اگر نفع نقصان کا خیال کر کے ہر دو ممالک میں عدم تعاون کے طریق عمل کو دیکھا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں ہر دو ممالک میں گورنمنٹ نفع میں رہیگی - قاہرہ میں مارشل لا ہو گیا ہے - سرغنے پکڑے جا رہے ہیں - ایروپلین اور مشین گنس کے چکر لگ رہے ہیں آخر نتیجہ وہی ہونا ہے جس سے بچنے کی کوششیں جاری ہیں - عدم تعاون کے زور سے ہم گورنمنٹ کو ہرگز مغلوب نہ کر سکینگے گو ہمارے اس اندازہ کی مارکیسی ہی زبردست معلوم ہو وے ❖

اب آپ ملزم ہیں تب ہیں

ملزم ہونگا

عدالت میں پرلطف نوک جھوک

سٹی مجسٹریٹ متھرا اور پنڈت پنالال کے درمیان

مجسٹریٹ - (پنڈت جی سے مخاطب ہو کر) کیا آپ کانگرس کے والنٹیر ہیں -

پنڈت جی - آپ کون ہیں - آپ کو ایسے پوچھنے سے کیا اختیار ہے -

مجسٹریٹ - میں مجسٹریٹ ہوں اور عدالت کی حیثیت سے آپ کو پوچھتا ہوں -

پنڈت جی - میرے برخلاف کیا معاملہ ہے مستغیث کون ہے - اس کے اور گواہوں کے بیانات کیا ہیں -

مجسٹریٹ - مستغیث کوئی نہیں ہے - گواہوں کے بیان پیچھے ہونگے -

پنڈت جی - یہ کیسے ہو سکتا ہے - آپ جب تک گواہوں کے بیان نہ لیں - آپ کو میرا مقدمہ کرنے کا کیا حق حاصل ہے -

مجسٹریٹ - یہ میری بیوقوفی ہے -

پنڈت جی - برائے مہربانی انہیں الفاظ کو یہاں لکھ دو -

مجسٹریٹ - میں نہیں لکھونگا ❖

پنڈت جی - کیا آپ کو اختیار ہے کہ آپ پبلک کو کمرہ عدالت میں نہ آنے دیں اور ان کو بیان نہ سننے دیں -

مجسٹریٹ - ہاں مجھے ایسے کرنے کی طاقت ہے -

پنڈت جی - میری بات چیت بیان میں لکھ دیجئے

مجسٹریٹ - میں کچھ بھی نہیں لکھونگا -

پنڈت جی - کیا آپ مجھے اس کا سبب بتا سکتے ہیں

مجسٹریٹ - اسکا سبب کچھ بھی ہو میں آپکو نہیں بتلاؤنگا

پنڈت جی - یہ کوئی جواب نہیں ہے - بلکہ دھینگا دھینگا دھینگی - مجسٹریٹ کا کام ایسا بے انصافی کرنا نہیں ہے -

مجسٹریٹ - کیا آپ اپنا بیان دینا چاہتے ہیں کہ نہیں -

پنڈت جی - میں اپنا بیان دونگا - برائے مہربانی ہندی میں اسے لکھئے -

مجسٹریٹ - میں ہندی میں لکھ نہیں سکتا -

پنڈت جی - اگر آپ ہندی میں لکھ نہیں سکتے تو میں بیان نہیں دونگا -

مجسٹریٹ - آپ اپنا بیان لکھکر دے سکتے ہیں -

پنڈت جی - بہت اچھا میں اپنا بیان تین دن میں تیار کرونگا - مجھے کاغذ قلم دوات عنایت کیجئے -

اس کے بعد مجسٹریٹ اور مقدمات میں مصروف ہو گیا اور اخیر میں پھر پنڈت جی کو بلایا اور مخاطب ہو کر کہا -

مجسٹریٹ - میں فیصلہ سنانے لگا ہوں - آپ کی اس کی بعد میں اپیل کر سکتے ہیں کیونکہ میں نے آپ کو لکھا ہوا بیان داخل کرنے کی اجازت نہیں دی -

پنڈت جی - ضرور فیصلہ سنائیے - میں عدم تعاون کا حامی ہوں - نہ میں اس عدالت میں اور نہ کسی اور عدالت میں اس کی شکایت کرونگا -

مجسٹریٹ - ایسے کرنے سے تمہارا مقدمہ یکطرفہ کرنا پڑ جائیگا - اور آپ کو بہت دیر تک حوالات میں رہنا پڑیگا

پنڈت جی - جب تک ہندوستان آزاد نہیں ہوتا میں ہر ایک کو جیل میں تصور کرتا ہوں - میرے کو داستعفٰی

حوالات میں رہنا اور باہر رہنا ایک ہی جیسا ہے۔

مجسٹریٹ۔ میرا بھی ایسا ہی خیال ہے۔

پنڈت جی۔ اگر آپ کا ایسا ہی خیال ہے تو آپ کیوں بے انصافی کرنے پرتلے ہوئے ہیں۔

مجسٹریٹ۔ اس کا جواب ایشور ہی جانتا ہے۔

پنڈت جی۔ کیا آپ جان بوجھ کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا دل نہیں جانتا۔

مجسٹریٹ۔ تمہارا دل ہے اور تمہاری ضمیر۔ ہم نے ان دونوں کو ۳۰۰ روپیہ کے بدلے بیچ دیا ہوا ہے۔ اگر ہمارے پاس تمہاری طرح کھانے کے لئے کافی ہوتا تب ہم بھی ایسی بے انصافی چھوڑ دیتے اور تمہارے ساتھ ملک کی سیوا کرتے۔ میں اس حالت میں ملازمت ترک کرنے کو تیار ہوں اگر آپ مجھکو تین سو روپیہ ماہوار دیں۔

پنڈت جی۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب سوراجیہ قائم ہو جائیگا آپ کو نوکری سے برطرف کیا جائیگا تب آپ کیسے انتظام کرینگے۔

مجسٹریٹ۔ تب ہم سوراجیہ گورنمنٹ کی ملازمت کر سکتے۔ کیا آپ کو میرے جیسے تجربہ کار آدمیوں کی ضرورت نہ ہوگی۔

پنڈت جی۔ کیا آپ کو سوراجیہ میں ملازمت حاصل کرنے کی امید ہے۔ ایسی امیدیں نہ باندھئے۔ کیونکہ آپ ملک کے برخلاف ہیں۔ اس وقت آپ ایک ملزم کی حالت میں ہونگے اور آپ کو ملک کے برخلاف چلنے میں سزا دی جاویگی۔

مجسٹریٹ۔ تب ہم خوشی سے جیل کو جائینگے۔ اب تم ملزم ہو تب ہم ملزم ہونگے۔

پنڈت جی۔ تو آپ کیوں ایسی غیر منصفانہ گورنمنٹ کی ملازمت ترک نہیں کرتے اور ملک کی خدمت نہیں کرتے۔ یقین رکھو ہم آپ کے ساتھ ایسی بے انصافی نہیں کرینگے۔

مجسٹریٹ۔ میں بے بس ہوں۔ میں تمہارے مقدمے کے لئے تین جنوری مقرر کرتا ہوں۔

پنڈت جی۔ پہلی جنوری کو تو سوراجیہ قائم ہو جائیگا۔ کون میرا مقدمہ تین جنوری کو کریگا۔

مجسٹریٹ۔ بہت خوب تب تمہیں چھوڑ دیا جائیگا۔

(بندے ماترم مطبوعہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۱ء)

مندرجہ صدر مکالمہ ہم نے زمانے کی ہوا کی تبدیلی کو ظاہر کرنے کے لئے نقل کیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ عدالت کا نام سُن کر رگوں کے پتے کانپ جاتے تھے۔ خصوصاً پرانے ڈھب کے آدمیوں کو تو بخار ہو جایا کرتا تھا اور ایک وقت یہ ہے کہ پنڈت جی مجسٹریٹ کے سامنے ڈنڈ پیل رہے ہیں۔ یہ سب وقت کی باتیں ہیں۔ ایڈیٹر۔

ہندوستانی مستورات کی فریاد

ایک ہندوستانی لیڈی جس کا نام آجکل تمام ہندوستان میں مشہور ہے اور آپ کا نام شریمتی سرلا دیوی ہے۔ مہاتما گاندھی کو یوں لکھتی ہیں۔

کیا آپ میرے ساتھ اس بات میں متفق نہیں ہیں کہ مستورات کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ ویسا ہی بُرا ہے جیسے اچھوت کی بیماری۔ قوم پرست نوجوانوں میں سے جن سے مجھے واسطہ پڑا ہے نوے فیصدی ایسے ہیں جنکی روش عورتوں کے حق میں بالکل وحشیانہ ہے۔ ہندوستانی ترک موالات کے حامیوں سے کتنے ہیں جو مستورات کو محض حصول حظ نفس کا وسیلہ نہیں سمجھتے ہیں؟ کیا یہ کامیابی کی شرط ہے؟ کیا مستورات سے سلوک میں تبدیلی کئے بغیر تہذیب نفس ممکن ہے؟

ہمعصر ٹربیون میں شریمتی سرلا دیوی کا بیان مہاتما گاندھی کے جواب کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ مہاتما جی نے اس بیان کو مبالغہ آمیز سمجھ کر کافی توجہ نہیں دی۔ کچھ دے بالیس کی کہکر تسلی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم بغرض دادرسی شریمتی سرلا دیوی کے خیالات کو اُردو خواں اصحاب کی نذر کرتے ہیں اور ساتھ ہی التماس کرتے ہیں کہ اس لاجواب اپیل کا جواب سوچا جائے۔ ہندوستان میں مستورات واقعی اسی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں جسکا ذکر شریمتی سرلا دیوی کر رہی ہیں۔

ہم اس مضمون پر فی الحال اور زیادہ عرض نہیں کرتے صرف بعض مسیحی علما کے چند اقوال ذیل میں درج کرتے ہیں ان سے یہ حقیقت معلوم ہو جائیگی کہ مسیحیت میں مستورات کی بالکل مختلف شان ہے۔

مسٹر سینڈ فرماتے ہیں کہ "عورت تو ہماری خوشیوں اور غموں کی مبارک حصہ دار ہے"۔ پھر کوپر کہتا ہے کہ "عورت خود مبارک ہے اور جہاں جاتی ہے مبارک ہوتی ہے"۔ پھر بائرن کہتا ہے کہ "امید کرنے میں گرمجوشی ہے۔ مگر تکلیف برداشت کرنے میں بھی کچھ نہیں ہے۔ پھر بابر بولڈ کہتا ہے کہ اے عورت تو مصیبت کو کم کرنے کے لئے اور افکار کو ہلکا کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ پھر کریب کہتا ہے کہ "تکلیف دہ بُرائی عورت کی آنکھ میں آنسو لاتی ہے"۔ پھر ہمین کہتا ہے کہ "غریبی سے تکلیف کو سہنا اور دوسرے تکلیف زدوں کی تکلیف میں انہیں خوش کرنا عورت کا ہی کام ہے"۔ گریہم کہتا ہے کہ "عورت ماتم کرنے والے کے تلخ آنسوؤں کو پونچھتی ہے"۔ پھر ایک اور بزرگ کہتا ہے کہ "عورت بالکل استقلال کے واسطے بنائی گئی ہے"۔ ملٹن شاعر کہتا ہے کہ "عورت ہر دلعزیز دشیریں و پاک ہے"۔ پھر جانسن کہتا ہے کہ "عورت میں ہر ایک ملائم اور میٹھی صفت جمع ہونی چاہئے"۔ پھر مسٹر ینگ فرماتے ہیں کہ "عورتیں بھی ہماری آنکھوں کو خوش کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں"۔ پیٹرسن نے کہا ہے کہ "عورت محبت والی خوبصورت و چمکنے والی بنائی گئی ہے"۔ ٹلٹن کہتا ہو کہ "اے عورت تیری زندگی کا کام محبت ہے"۔ شوری کہتا ہے کہ "عورت کے دل میں کچھ ہے جو بیان سے باہر ہے"۔

(دیکھئے باقی مضمون صفحہ ۲ کالم تیسرا)

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجر نورافشاں نکلسن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائیٹر چھپا۔